

فرانس کے غم میں شامل ہونا چاہیے!

پیرس میں ایفل ٹاور کے سامنے ہزاروں یا شاید لاکھوں لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہر طرف مقامی آدمی، خواتین، بچے اور سیاحوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ انتہائی لمبی لائن میں شامل ہو گیا۔ جیسے جیسے ایفل ٹاور کے نزدیک پہنچتا گیا، پتہ نہیں کیوں، دل اکتا سا گیا۔ فیصلہ کیا کہ ٹاور کو اگلے دن دیکھوں گا۔ قطار سے باہر نکلا تو صرف ایک پل میں میری جگہ کوئی دوسرا کھڑا ہوا تھا۔ یہی زندگی ہے۔ خلا کبھی بھی خالی نہیں رہتا۔ سوال یہ تھا کہ پہلے لو (Louvre) میوزیم دیکھا جائے یا پیرس میں ایک ہزار برس پرانا کیتھیڈرل یعنی نوٹرے ڈیم (Notre Dame) بتایا جاتا ہے کہ یہ دونوں محیر العقول عمارتیں دراصل انسانی تہذیب اور تمدن کے ارتقاء کی توانا جھلکیاں ہیں۔ ویسے مجھے میوزیم حد درجہ پسند ہیں۔ لو میوزیم تو خیر دنیا کے بہترین عجائب گھروں کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ چنانچہ وہیں چلا گیا۔ وقت کیسے گزرا، اندازہ ہی نہیں ہوا۔ باہر نکلا تو درجنوں کبوتر سیاحوں کے جسم پر بغیر کسی خوف کے بیٹھ رہے تھے۔ ہمارے ملک میں یہ نظارہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ ہم لوگ ڈرے ہوئے ہیں ہی۔ یہاں تو جانور اور پرندے بھی خوف زدہ ہیں۔ کبوتروں کے ساتھ ایک تصویر کھچوا کر کیتھیڈرل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ مین دروازے سے سڑک تک سیاحوں کی چیونٹیوں کی طرز کی قطار لگی ہوئی تھی۔ میں بھی لائن میں گم ہو گیا۔ کسی بھی شناخت کے بغیر، صرف اور صرف، ایک سیاح۔ بے نام سا۔ یہ ساڑھے تین سال پہلے کی بات ہے۔

نوٹرے ڈیم کیتھیڈرل میں داخلے کیلئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ مین عمارت کے باہر سینکڑوں بچے اپنے والدین کے ساتھ ادھر ادھر دیکھ کر بھرپور شراتیں کر رہے تھے۔ عمارت کے باہر کافی لمبے چوڑے گھاس کے قطعے ہیں۔ ان گنت لوگ گھاس پر بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ چھٹی کا دن نہیں تھا۔ مگر کافی رش تھا۔ گائیڈ سے پوچھا کہ اس عمارت کو دیکھنے کیلئے چھٹی والے دن کتنا ہجوم ہوتا ہے۔ اس نے سوچ کے جواب دیا کہ لوگوں کا ایک سیلاب ہوتا ہے۔ سالانہ صرف کیتھیڈرل کو دیکھنے کیلئے ایک کروڑ پچیس لاکھ لوگ دنیا کے ہر کونے سے آتے ہیں۔ نوٹرے ڈیم کے مین دروازے تک کافی طویل عرصے بعد پہنچا۔ یاد نہیں، آدھ گھنٹہ یا پورے ایک دو گھنٹے۔ بہر حال جاتے ہی ایک گائیڈ پر نظر پڑی اور ایک گروہ میں شامل ہو گیا۔ پہلے میں گائیڈ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا تھا۔ مگر چند برسوں سے یہ چیز سمجھ آئی ہے کہ آپکو اگر کسی بھی عمارت یا شہر کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرنے والا کوئی گائیڈ نہیں ہے، تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ دیکھنا کیا ہے اور کیا نہیں دیکھنا۔ زندگی میں سب سے اہم عنصر ہی یہی ہے کہ فیصلہ کیا جائے کہ کیا نہیں دیکھنا یا کیا نہیں کرنا۔ یہ صرف آپکو ایک گائیڈ ہی بتا سکتا ہے۔ اب سمجھ آئی ہے کہ گائیڈ کے بغیر زندگی بھی گزاری جا سکتی۔

نوٹرے ڈیم کی مین عمارت میں داخل ہوا، تو حیران رہ گیا۔ نہیں بالکل نہیں، بلکہ ششدر رہ گیا۔ اس قدر خوبصورت اور شاندار عمارت۔ انتہائی محنت بلکہ ریاضت سے بنائی گئی رنگوں سے مزین چھت۔ جا بجا، قدیم ترین انتہائی سنجیدہ مجسمے۔ ایسے لگتا تھا کہ مجسموں میں چھپا ہوا صدیوں پرانا انسان ابھی باہر آ جا رہا ہے۔ پورا کیتھیڈرل ایک نایاب عجائب گھر کی طرح تھا۔ ہزاروں برس کی بکھری ہوئی تاریخ کا گواہ۔ صدیوں کے تغیر کو سینے میں چھپائے ہوئے لکڑی، پتھر اور خوبصورتی کا ایک بے مثال مجموعہ۔ ایک جہان حیرت تھا۔ کئی گھنٹے

دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ اسے دیکھنے کیلئے دن نہیں، ہفتوں چاہیے۔ ویسے یہی کیفیت لومیوزیم کو دیکھنے کے بعد بھی ہوئی تھی کہ اسے سمجھ کر دیکھنے کیلئے کم از کم بیس سے چالیس دن چاہئیں۔ فیصلہ کیا کہ اگلے دن دوبارہ آؤنگا۔ پہلے لومیوزیم میں کچھ گھنٹے گزاروں گا۔ پھر دوبارہ کیتھیڈرل کو سمجھنے کی کوشش کرونگا۔ اگلا دن پھر دوبارہ کبھی نہیں آیا۔ انسانی زندگی میں ویسے کسی کے پاس بھی "اگلا دن" نہیں ہوتا۔ ہم زندگی میں بہترین لمحات کو اسلیپے ضائع کر دیتے ہیں کہ اپنے حال میں وہ سب کچھ نہیں کرتے، جو کرنا چاہیے۔ مستقبل کا ایک لمحہ بھی ہمارا انتظار نہیں کرتا۔ اسلیپے اگلے دن کا وجود بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں دوبارہ نہ پیرس کا لومیوزیم دیکھ پایا اور نہ کبھی کیتھیڈرل۔ ویسے اس کیتھیڈرل کو ابتدائی طور پر تعمیر کرنے میں ایک صدی لگی تھی۔ 1163 میں مورائس ڈی سیلی Maurice De Sully نے اسکی تعمیر شروع کروائی تھی۔ 1260 تک اسکا ابتدائی ڈھانچہ مکمل ہو چکا تھا۔ آنے والی صدیوں میں کیتھیڈرل کے اندر ان گنت تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ جس دن اسکا سنگ بنیاد رکھا گیا یعنی پچیس اپریل 1163۔ اس وقت فرانس کا بادشاہ، لوئی ہفتم وہاں موجود تھا۔ 1793 میں اس عمارت کو Cult of Reason یعنی عقل، دلیل اور شعور کے نام سے مختص کر دیا گیا۔ نیپولین کی تاج پوشی بھی اسی جگہ پر ہوئی تھی۔ زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اسلیپے کہ اسکی تاریخ حد درجہ طویل ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ یہ کیتھیڈرل اب کسی روایتی عبادت گاہ کے روپ سے نکل کر ایک ایسی خوبصورت تاریخی عمارت میں تبدیل ہو چکا ہے جو فرانس کی شناخت ہے۔ بہت گم لوگوں کو معلوم ہے، کہ فرانسیسی اپنے تاریخی اثاثوں سے حد درجہ منسلک ہیں۔ انہیں اپنی پہچان گردانتے ہیں۔ انکے روایتی خمیر میں قدیم مقامات شامل ہیں۔ تاریخی اثاثوں کو جرمنی سے محفوظ رکھنے کیلئے انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں پیرس کو ہتھیار ڈال کر بچا لیا تھا۔ وہ کسی قیمت پر بھی اپنے ورثہ کو جنگ کے دوران برباد ہونے کیلئے تیار نہیں تھے۔ جو قوم، اتنا بڑا قدم اٹھا سکتی ہے، خود اندازہ لگائیے کہ وہ اپنی تاریخ کو کتنا اہم مقام دیتی ہوگی۔ کیتھیڈرل کے متعلق بھی انکے بعینہ یہی جذبات ہیں۔

اسی مہینہ یعنی اپریل کی پندرہ تاریخ کو نوٹرے ڈیم کیتھیڈرل میں آگ لگی اور اسکا کثرتی حصہ جل کر برباد ہو گیا۔ اسکے بنیادی ڈھانچہ کو بھی از حد نقصان پہنچا۔ عمارت میں لکڑی، پتھر اور دوسری دھاتوں کا نایاب ورثہ جل کر راکھ ہو گیا۔ جیسے ہی کیتھیڈرل میں آگ لگنے کی خبر میڈیا پر پائی۔ پورا پیرس سڑکوں پر آگیا۔ ہزاروں لوگ کیتھیڈرل کے نزدیک آ کر کھڑے ہو گئے۔ نوجوان، بوڑھے، بچے اسے جلتا دیکھ کر زار و قطار رو رہے تھے۔ فرانس کے صدر میکرون نے تمام مصروفیات منسوخ کر دیں اور بذات خود آگ سے لڑنے والے فائر فائٹرز کی حوصلہ افزائی شروع کر دی۔ اسکاٹی وی پر پہلا رد عمل تھا کہ آج میرے ملک کے جسم کا ایک نایاب حصہ جل گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر انتہائی جذباتی ماحول بن گیا۔ عام پیغام تھے کہ پیرس کا دل بلکہ فرانس کا دل شعلوں کی نظر ہو گیا۔ فرانس کے صدر نے اعلان کر دیا کہ حکومت اس کیتھیڈرل کو اگلے چار سے پانچ سال میں دوبارہ اسی شان و شوکت سے تعمیر کریگی جو اسکا خاصہ تھا۔ لوگوں سے اس تعمیر نو کیلئے مدد مانگ لی۔ کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پہلے چوبیس گھنٹوں میں کتنے عطیات آئے۔ چوبیس گھنٹے میں ایک بلین یورو جمع ہو گئے۔ فرانس کے تجارتی اداروں اور میر لوگوں نے بڑھ چڑھ کر عطیے دینے شروع کر دیے۔ برنارڈ آرنالٹ نے "دو سو چھیس بلین یورو" اس فنڈ میں جمع کروادیے۔ کاسمیٹکس کی کمپنی لوریل L'oreal نے دو سو بلین یورو عطیہ کر دیے۔ ہر امیر خاندان نے اس نقصان

کو ذاتی اور قومی نقصان قرار دیا گیا۔ گھنٹوں میں ایک سو بلین یورو جمع ہو گئے۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ نوٹوے ڈیم کے جلنے پر پورے فرانس میں قومی سوگ کا اعلان کر دیا گیا۔

یہ سب کچھ قطعاً اسی لیے نہیں لکھ رہا کہ کیتھیڈرل کے جلنے کے واقعہ کو گوش گزار کروں یا اسکی تاریخی حیثیت بتانے کی کوشش کروں۔ بتانے یا لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ کیونکہ اس کیتھیڈرل کی اہمیت مکمل طور پر مستند ہے۔ یہ گزارشات ایک اور زاویہ سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر سنجیدگی سے مغرب کی سوچ کا جائزہ لیں، تو اس میں مسلمانوں کے خلاف شدت پسندی کا عنصر حد درجہ نمایاں ہو چکا ہے۔ دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کی پذیرائی، تقریباً تمام مغربی ممالک میں طاقتور ہو چکی ہیں۔ مقامی مسلمانوں کی زندگی کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔ مساجد پر حملوں کے واقعات عام ہیں۔ حجاب کے خلاف بھی موثر تحریک موجود ہے۔ مسلمانوں کے خلاف پوری مغربی دنیا میں ایک مضبوط سوچ موجود ہے۔ اس سوچ کو شعوری طور پر کم کرنا موجودہ حالات میں حد درجہ مشکل ہے۔ بلکہ کئی بار تو ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر نوٹوے ڈیم میں آگ لگنے کے واقعہ نے ایک خیال میرے ذہن میں ڈالا ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان حکمران جو کہ حد درجہ امیر ہیں۔ اس تاریخی عمارت کو دوبارہ تعمیر کرنے کے عمل میں حصہ دار بن جائیں۔ سعودی عرب، قطر، یو اے ای کے شاہی خاندانوں کے افراد فرانس میں چھٹیاں گزارنے جاتے رہتے ہیں۔ سعودی فرمان روا صرف دس بارہ دن کے قیام کے دوران دو سے تین بلین ڈالر خرچ کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مشرق وسطیٰ کے شاہی خاندانوں کے لوگ، مغرب میں اربوں ڈالر سالانہ سیر و تفریح پر لٹا دیتے ہیں۔ ویسے یہ تفریح ہے کیا، اس پر بات کرنی کافی مشکل ہے۔ اگر یہی شاہی افراد، کیتھیڈرل کی تعمیر نو کا بیڑہ اٹھالیں۔ آٹھ سے بارہ بلین یورو فرانس کی حکومت کو بطور عطیہ پیش کر دیں۔ نوٹوے ڈیم کی تعمیر نو میں امیر مسلمان ملکوں کی سرپرستی شامل ہو جائے۔ تو یقین فرمائیے، مغرب میں مسلمانوں کیلئے انتہائی مثبت جذبات پیدا ہونگے۔ پورا مغرب سوچنے پر مجبور ہو جائیگا کہ جس فراخ دلی سے مسلمانوں نے نوٹوے ڈیم کی تعمیر کو اپنایا ہے، اسی محبت سے وہ تمام مسلمانوں کو سینے سے لگانے پر مجبور ہو جائینگے۔ مسلمانوں کے حق میں ہمدردی کی ایک ایسی لہر اٹھے گی جسکا فی الفور اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ نیوزی لینڈ کی انتہائی محترم وزیراعظم نے جس طرح مسلمانوں کے دکھوں پر مرہم رکھا ہے۔ جس طرح وہ ہمارے غم میں شامل ہوئی ہیں۔ اس سے تمام مسلم دنیا میں انکے لیے حد درجہ مثبت جذبات ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہر اہم لیڈر نے انکی ہمدردانہ سوچ کی تعظیم کی ہے۔ بالکل، انہی خطوط میں، اگر مسلمان حکمران اور کسی حد تک ہمارے امراء بھی، کیتھیڈرل کے لیے عطیات دینا شروع کر دیں، تو پورا مغرب مسلمانوں کے ساتھ کھڑا ہو جائیگا۔ ہمارے ہم مذہب لوگ جو اس وقت مسلسل خوف میں زندگی گزار رہے ہیں، دوبارہ توانا ہو جائینگے۔ انکی زندگیاں حد درجہ آسان ہو جائیںگیں۔ اگر نیوزی لینڈ کی وزیراعظم پورے عالم اسلام میں ایک عزت والی جگہ بنا سکتی ہیں۔ تو فرانس کے دل یعنی نوٹوے ڈیم کیتھیڈرل کو دوبارہ تعمیر کرنے میں ہماری مدد کے حد درجہ مثبت اثرات ہونگے۔ یہی موقعہ ہے کہ ہم فرانس بلکہ مغرب کی دل جوئی کریں۔ انکے غم میں شریک ہوں۔ انکے لیے اپنی بساط کے مطابق عطیات اکٹھے کریں۔ محبت کا جواب ہمیشہ محبت سے ہی ہوگا۔ یہی قانون قدرت ہے۔ اس موقعہ کو ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں فرانس کے غم میں شامل ہونا چاہیے!

راؤ منظر حیات